بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہوائے خُلد

محافلِ میلادِ معصُومین کے لئے ایمان افروز قصیدے

ڈاکٹر مسعُود رضا خاکی

ناشر

افتخار بُک ڈپو رجسٹرڈ اسلام پورہ لاہور

قیمت :

نام کتاب ـــــــــــ ہوائے خلد

مصنّف ـــــــــــ ڈاکٹر مسعود رضا

سنہ اشاعت ـــــــ ۱۹۸۷ء

طابع ـــــــــــ

ناشر ـــــــــــ افتخار بک ڈپو کرشن نگر لاہور

قیمت

اغلاط نامہ "ہوائے خلد"

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳	۹	زمیں	زمین
۵	۱۰	حسنؑ	حسنؑ
۱۳	۱	طاہرہ وصدّیقہ	طاہرہ صدّیقہ
۱۵	۱	روزہ حج	روزہ و حج
۱۷	۳	زمیں	زمین
۱۸	۱۰	نبیؐ	نبیؐ
۲۱	۵	توصیفِ مرتضےٰ	توصیفِ مرتضےٰ ہے
۲۲	۲	ہے اس کے	ہے اس کے بعد
۲۳	۲	انتساب ہیں	انتساب میں
۲۳	۶	نگہ بوتراب ہیں	نگہ بوتراب میں
۲۳	۱۰	حساب ہیں	حساب میں
۲۸	۲	اسلام	ایمان
۳۳	آخری	زادِ سفر	زادِ سفر میں
۴۸	۴	یہ تحریر زر	بہ تحریر زر
۵۰	۱	علیؑ ہی پوتے	علیؑ ہی کے پوتے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۵۷	۸	یہ ہے	پہ ہے
۶۲	۳	ہم سب کو ایمان سے	ہم سب کو بھی ایمان سے
۶۴	۵	چلتے تھے جو کافر	جلتے تھے جو کافر
۶۴	۹	اللہ یہ طعنہ	اللہ پہ طعنہ
۶۶	۱	بھی	تھی
۶۶	۴	عقیدہ	قصیدہ
۶۸	۱۰	آنکھوں میں یا	آنکھوں میں ہے یا
۷۹	۸	سرمایۂ عنوان	سرمایۂ ایمان
۸۰	تیسرا مصرعہ	قرآن بھی آتا	قرآن بھی آیا
۱۰۳	عنوان	حضرت امام حسن	حضرت امام حسینؑ
۱۰۸	۱	اس صحرا	اس میں صحرا
۱۱۸	۱	کے لئے ہیں	کے لئے ہے
۱۲۱	تیسرا شعر دوسرا مصرعہ	حسینؑ ہے فخر مرسلیں ہے	حسینؑ ہے فخر مرسلین سے
۱۲۲	۱۰	حسینؑ ہی کا سجدہ	حسین ہی کا ہے سجدہ
۱۲۷	آخری شعر پہلا مصرعہ	وہ حسینؑ ابن علیؑ راحت جان بتولؑ	وہ حسینؑ ابن علیؑ وہ راحت جان بتولؑ

فہرست

۱

حمدِ باری تعالیٰ

غنچہ میں تیرا تبسّم، گل میں رعنائی تیری
آئینے شبنم کے ہیں اور حسن آرائی تیری

دیکھ کے ہر آئینے میں شانِ زیبائی تیری
خود کو پہچانا تو راہِ معرفت پائی تیری

تیری قدرت کا قصیدہ ہے وجودِ کائنات
کہکشاں در کہکشاں بجتی ہے شہنائی تیری

تو نے یکجا کر دیے جب آب و آتش خاک و باد
صورتِ آدم میں اک آیت نظر آئی تیری

انجمن آرائیاں بھی پردۂ اسرار بھی
محوِ حیرت ہیں، جو آنکھیں ہیں تماشائی تیری

خاک کا ذرّہ ہو یا سورج کا افلاکی نظام
دونوں آئینوں میں ہے تصویرِ یکتائی تیری

چاند کی کرنوں سے ظاہر ہے ترا لطف و کرم
مہرِ تاباں کی شعاعوں میں توانائی تیری

اونچے اونچے پربتوں کی جھلملاتی چوٹیاں
سر اُٹھا کر دیکھتی رہتی ہیں صنّاعی تیری

مسکراتے لہلہاتے کھیت تیرے آئینے
جھوم کر اُٹھتی گھٹا قدرت کی انگڑائی تیری

تیری عظمت کی کوئی حد ہے نہ قدرت کا حساب
تو ہی خود جانے کہاں تک ہے پذیرائی تیری

مبتلائے خود سری جب بھی ہوئی نوعِ بشر

تیرے بندے تھے جنہوں نے راہ دکھلائی تیری

تیرے وہ بندے جنہیں تُو نے کیا ہے انتخاب

اُن کا اندازِ عمل تسبیحِ دانائی تیری

تُو ہے معبودِ محمدؐ تُو ہے معبودِ علیؑ

شبّرؑ و شبیرؑ و زہراؑ میں ہے سچائی تیری

یا الٰہی تیرا قرآں جن کو سچا کہہ چکا

اُن کے منکر نے یقیناً بات جھٹلائی تیری

اس وسیلے سے مِلا ہے ہم کو تیرا راستہ

اس جھروکے سے ہمیں رحمت نظر آئی تیری

کر رہے ہین آج ہم ذکرِ حسنؑ تیرے لیے

ہو رہی ہے اس طرح تصدیقِ یکتائی تیری

طعنۂ ابتر حقیقت میں تیری قدرت پہ تھا

سورۂ کوثر نے کیسے بات منوائی تیری

تیری عظمت کا دیا آلِ محمدؐ نے ثبوت

کربلا میں دیکھ لی دُنیا نے سچائی تیری

ہے رکوع و سجدہ میں تیرے لیے میرا وجود

روحِ خاکی اب مسلسل ہے تمنّائی تیری
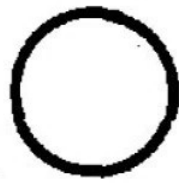
حمد و نعت و منقبت

حمد اُس کی جسے رحمٰن کہا جاتا ہے
عادل و خالقِ میزان کہا جاتا ہے

بعد ازاں لائقِ توصیف و ثنا ہے وہی نور
جس کو تخلیق کا عنوان کہا جاتا ہے

جن کو تخلیق سے پہلے ہی ملی ہو تعلیم
اُن کے الفاظ کو قرآن کہا جاتا ہے

جن کی خاطر سے یہ افلاک بنے عرش بنا
اُن کو کونین کا سلطان کہا جاتا ہے

جن کے ہاتھوں میں ہے مہر و مہ و انجم کی عناں

اُن کو دنیا کا نگہبان کہا جاتا ہے

اُن کی صورت کے نمونے پہ بنے تھے آدمؑ

اس لیے ہم کو بھی انسان کہا جاتا ہے

جن کو اللہ نے ہر رجس سے پاکیزہ رکھا

اُن کی تقلید کو ایمان کہا جاتا ہے

جن کے دروازے پہ جبریلؑ سا دربان ملے

اُن کے خدام کو سلمانؑ کہا جاتا ہے

جن کا گھر مرکزِ آیاتِ الٰہی بن جائے

اُن کو قرآن میں عمران کہا جاتا ہے

جن کا کردار نمونہ ہو زمانے کے لیے

اُن کو اللہ کی بُرہان کہا جاتا ہے

جن کی ماں سیّدہ و طاہرہ صدیقہؑ ہو

اُن کے خیّاط کو رضوان کہا جاتا ہے

جس نے قرآن کے ساتھ آلِ نبیؐ کو مانا

اصل میں اُس کو مسلمان کہا جاتا ہے

جو بھی اللہ کی حجّت سے ہو ارُوگرداں

اُس کو اسلام میں شیطان کہا جاتا ہے

اُلفتِ آلِ محمدؐ میں جو موت آجائے

زندگی کا اُسے عنوان کہا جاتا ہے

میرے اشعار ہیں پروانۂ جنّت خاکیؔ

منتظر ہے مرا رضوان کہا جاتا ہے

۳

خدا کو مالکِ یوم الحساب کہتے ہیں
مگر بقولِ رسالت مآبؐ کہتے ہیں
فرشتے، دوزخ و جنّت ہر ایک ہے موجود
دلیل یہ ہے کہ بس آں جنابؐ کہتے ہیں
جسے اُنھوں نے کہا ہے کلام ربّانی
اُسی کو ہم بھی خدا کی کتاب کہتے ہیں
ہمیں انھوں نے بتایا ہے خیر و شر کیا ہے
کسے ثواب تو کس کو عذاب کہتے ہیں

نماز و روزہ و حج و زکوٰۃ، خمس و جہاد
اِسے اطاعتِ حق کا نصاب کہتے ہیں
نبیؐ کو مان کے ہم نے خدا کو پہچانا
یہ بندگی ہے جسے مستجاب کہتے ہیں
وہ ہر جگہ ہے مگر ہر نظر سے مخفی ہے
نبیؐ کو اُس کے کرم کا سحاب کہتے ہیں
نبیؐ کے بعد جو امرِ خدا کی منزل ہو
ہم اس کو وارثِ اُمّ الکتاب کہتے ہیں
نظامِ شمس و قمر جس کے اختیار میں ہو
اُسے بقولِ نبیؐ بو ترابؑ کہتے ہیں
جسے رسولؐ چنیں یا جسے عوام چنیں
بتایئے کہ کسے انتخاب کہتے ہیں

وہ جبرئیل جو افضل ہے ہر فرشتے سے
اُسے غلامِ درِ بوترابؑ کہتے ہیں

علیؑ کا ذکر عبادت ہے پیرویِ ایماں
علیؑ کی راہ کو راہِ صواب کہتے ہیں

خدا کے گھر میں ولادت خدا کے گھر میں شہید
یہ زندگی ہے جسے کامیاب کہتے ہیں

علیؑ کو جس نے نہ مانا وہ دین دار کہاں
علیؑ کو نفسِ رسالت مآب کہتے ہیں

علیؑ کے قبضہ میں ہے انتظام کون و مکاں
خدا کا ہاتھ اُنھیں آں جنابؑ کہتے ہیں

علیؑ امام ہمارے ہیں ہم غلامِ علیؑ
ہزار جان ہماری فدائے نامِ علیؑ

(۴)

در مدح امیر المومنین علی علیہ السّلام

زمیں سے لے کر آسماں تک علیؑ کے جھنڈے گڑے ہوئے ہیں
مگر رقیبانِ بے خرد ہیں کہ اپنی ضد پہ اڑے ہوئے ہیں

مسیحؑ کی ماں حرم سے باہر علیؑ کی مادر حرم کے اندر
فرشتے اظہارِ تہنیت کو صفیں بنائے کھڑے ہوئے ہیں

خدا کے گھر میں رسولِ آخر کے پہلے وارث کا داخلہ ہے
جدارِ کعبہ شگافتہ ہے بتوں پہ پتھّر پڑے ہوئے ہیں

خدا کا چہرہ خدا کی آنکھیں کہاں سے تابِ جمال لاؤں
ابھی تصوّر میں ہے وہ صورت کہ رونگٹے تک کھڑے ہوئے ہیں

علیؑ کی صورت بھی معجزہ ہے علیؑ کی سیرت بھی معجزہ ہے
علیؑ خیابانِ مصطفٰےؐ کی فضا میں پل کر بڑے ہوئے ہیں
ولادت اُن کی خدا کے گھر میں، شہادت اُن کی خدا کے گھر میں
جو اس حقیقت سے منحرف ہیں وہ سب فسانے گھڑے ہوئے ہیں
اگر میسّر ہو چشمِ بینا تو آسمانوں کی سمت دیکھو
جہاں جہاں اُن کا نقشِ پا ہے وہاں ستارے جڑے ہوئے ہیں
علیؑ کی خوشبوئے معرفت سے تمام عالم مہک رہا ہے
مگر وہ بے فیض ہیں کہ جن کے دلوں پہ تالے پڑے ہوئے ہیں
قریب آئی ہے وہ گھڑی بھی جب اہلِ دنیا یہ دیکھ لیں گے
خدا کے گھر میں علیؑ کے پوتے نبیؐ سے آگے کھڑے ہوئے ہیں
علیؑ کا دشمن نبیؐ کا دشمن، نبیؐ کا دشمن خدا کا دشمن
یہ بات ہے سامنے کی لیکن خرد پہ پردے پڑے ہوئے ہیں

وہ کہہ رہے ہیں خدا سے مانگو ہمیں یہ دُھن ہے علیؑ سے لیں گے

وہ اپنی ضد پر اڑے ہوئے ہیں ہم اپنی ضد پر اڑے ہوئے ہیں

علیؑ کا رُتبہ گھٹانے والو علیؑ کا تم کیا بگاڑ لوگے

زمین سے لے کر آسمان تک علیؑ کے جھنڈے گڑے ہوئے ہیں

قطعہ

قسم خدا کی وہی نور تھا پیمبرؐ کا
علیؑ کی شکل میں منشور تھا پیمبرؐ کا
زباں پہ نادِ علیؑ اور دل میں یادِ علیؑ
جہاد میں یہی دستور تھا پیمبرؐ کا

۶

قصیدہ درمدح امیرالمومنین علی علیہ السّلام

(یہ اشعار ۱۹۷۱ کی جنگ اور سقوط مشرقی پاکستان کے بعد لکھے گئے)

آیا ہے یہ حدیثِ رسالت مآبؐ میں
توصیفِ مرتضےٰ ہے خدا کی کتاب میں

توراۃ اور زبور میں اُن کی فضیلتیں
مرقوم ہیں خدا کی عنایت کے باب میں

انجیل پر نظر ہے تو پہچان لیجئے
تنویرِ ایلیا ہے مسیحیؔ نقاب میں

قرآن میں یہ نور ہے ایسا رچا ہوا
جیسے چمک ہے چاند میں خوشبو گلاب میں

پروردگار خود ہے ثنا خوانِ مرتضٰےؑ

ہے اس کے بعد فکرِ بشر کس حساب میں

دنیا کی زندگی و بقا کا سبب بنی

عشقِ علیؑ کی شمع دلِ آفتاب میں

آتے ہیں آسماں سے فرشتے کھچے ہوئے

وہ کیف ہے ولائے علیؑ کی شراب میں

دستِ خدا، لسانِ خدا، وجہِ کبریا

اب اور کیا کہوں شرفِ بوتراب میں

بس اتنا مان لیجئے خالق ہے لاشریک

یہ ہیں شریک نورِ رسالت مآبؐ میں

وہ آخری رسولؐ، یہ پہلے امام ہیں

توحید و عدل کی نگہِ انتخاب میں

بنتِ نبیؐ علیؑ کی شریکِ حیات ہے

کتنی فضیلتیں ہیں اس اک انتساب میں

بدر و اُحد میں ناصرِ اسلام کون ہے

تلوار کس نے پائی ہے راہِ صواب میں

خندق کا معرکہ ہو کہ خیبر کی جنگ ہو

حکمِ رسولؐ ہے نگہِ بوتراب میں

بہتر علیؑ سے کون ہے؟ کچھ تو بتائیے

قولِ خدا و قولِ رسالت مآبؐ میں

ہر مرحلے میں دین کے یہ پیش پیش ہیں

سب کامیابیاں ہیں علیؑ کے حساب میں

خاکیؔ کو اب ہے مطلعِ تازہ کی جستجو

عرضی گزارتا ہے علیؑ کی جناب میں

مطلع

اے ارضِ پاک سلسلۂ احتساب میں

اب حاضری ہے بارگہِ بوتراب میں

واقف ہیں ہر غلام سے مولائے کائنات

اُن کو خبر ہے کون ہے حالِ خراب میں

بیشک اُنھیں خبر ہے کہ کن سازشوں کے بعد

ٹکڑے میرے وطن کے ہوئے انقلاب میں

کیسے کہوں کہ آپ مدد کو نہ آسکے

نصرت نہ کی حضور نے حالِ خراب میں

میری نظر میں ہیں میری ملّت کے روز و شب

میں جانتا ہوں جو وہ کہیں گے جواب میں

لازم تھا یہ کہ ہوش میں آتی تمہاری قوم
لیکن ہوا ہے یہ کہ ہیں سب محوِ خواب میں
روزہ نماز چھوڑ کے ملّت کے نوجواں
رہتے ہیں مست نغمۂ چنگ و رباب میں
جن کی زباں پہ کلمۂ توحید تھا وہ لوگ
دیکھے گئے ہیں بزمِ شراب و کباب میں
تم کافروں کے رنگ میں ڈھلتے تھے اس لیے
قدرت نے تم کو ڈال دیا ہے عذاب میں
مخلص اگر ہو تم تو علیؑ ہے تمہارے ساتھ
ورنہ خدا کی تیغ بھی ہے اُس کی ڈاب میں
خاکیؔ یہ سوچ سوچ کے اب گنگ ہے زباں
کس مُنہ سے جاؤں بارگہِ بوتراب میں

۷

قطعہ

علیؑ کا ذکر عبادت سمجھ کے کرتے ہیں
یہ نیک کام سعادت سمجھ کے کرتے ہیں
ولائے آلِ محمدؐ میں موت بھی ہے حیات
ہم اس عمل کو شہادت سمجھ کے کرتے ہیں

۸

نظم در مدح امیر المومنین علیؑ ابن ابیطالبؑ

علیؑ کا مرتبہ افلاک کے ارکان سے پوچھو
ذرا جبریل کو آواز دو، رضوان سے پوچھو
جدارِ کعبہ کا شق ہو کے پھر اک بار مل جانا
یہ تاریخی حقیقت زوجۂ عمران سے پوچھو
علیؑ کی منقبت میں سینکڑوں آیات آئی ہیں
علیؑ کیا ہیں رسولؐ اللہ سے قرآن سے پوچھو
علیؑ ہیں آیتِ کبریٰ علیؑ ہیں نعمتِ عظمےٰ
اگر شک ہو تو جا کر سورۂ رحمٰن سے پوچھو

علیؑ کو چھوڑنے والے نہ دُنیا کے نہ عقبےٰ کے

حدیثِ مصطفےٰ سے دین سے ~~اسلام~~ ایمان سے پوچھو

علیؑ کے دشمنوں سے پیٹ بھرتا ہے جہنّم کا

صراطِ حق پہ چل کر حشر کے میدان سے پوچھو

فضیلت نفسِ پیغمبرؐ کو حاصل ہے کہ اُمّت کو

خدا نے عقل دی ہے عقل کی میزان سے پوچھو

خدا کی راہ میں شیرِ خدا کا جان دے دینا

نبیؐ کے ساتھ جو باندھا تھا اس پیمان سے پوچھو

خدا کا گھر علیؑ کا گھر یہی مولد یہی مشہد

سبب اس کا بِنائے کعبہ کے اعلان سے پوچھو

علیؑ کی نسل نے انسانیت کی آبرو رکھ لی

یہ تاریخی حقیقت آج کے انسان سے پوچھو

علیؑ کے چاہنے والوں کی قسمت کیسے جاگے گی

یہ باتیں خلد سے فردوس کے رضوان سے پوچھو

فقیری میں بھی کیسے بادشاہت کا مزہ پایا

یہ گر خاکی غلامانِ علیؑ کی شان سے پوچھو

۹

قطعہ

علم کی تحصیل بے حبِ علیؑ ممکن نہیں
دین کی تکمیل بے حُبِّ علیؑ ممکن نہیں
اُلفتِ حیدرؑ رہی روحِ ملّت اسلام ہے
فتح اسرائیل بے حبِّ علی ممکن نہیں

(۱۰)

قصیدہ در مدح حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالبؑ

آبِ بقا کے شوق کے ساغر لیے ہوئے
خاکی ہے آبروئے سکندر لیے ہوئے

کعبہ کی سمت رُخ ہے زبان پہ خدا کی حمد
ہر سانس ہے عنایتِ داور لیے ہوئے

اس کے کرم سے فکر ہے راہِ سلیم پہ
طبع رواں کا حُسنِ مقدّر لیے ہوئے

بخشا ہے اس نے نطق بھی ایسا کہ لفظ لفظ
معنوں کا ہے عمیق سمندر لیے ہوئے

یہ افتخارِ فن نہیں اظہارِ عجز ہے
فضلِ خدا کا شکر مکرّر لیے ہوئے
معلوم ہے مجھے سببِ بارشِ کرم
میں ہوں ہوائے مدحِ پیمبر لیے ہوئے
نعتِ نبی کا مطلعِ تازہ ہے سامنے
مصرعہ میں تازگیِ گُلِ تر لیے ہوئے

مطلع

اِسلام کی بہار کا منظر لیے ہوئے
قرآن ہے جمالِ پیمبرؐ لیے ہوئے
وہ رتبۂ بلند ملا ہے رسولؐ کو
جبریل تھک کے رہ گئے شہپر لیے ہوئے

معراج پہ ہے کون جمالِ خدا کے ساتھ
انسانیت کی راہِ منوّر لیے ہوئے

ہر شے ہے کائنات کی جن کے طفیل میں
وہ خود ہیں صرف مرضیِ داور لیے ہوئے

قول و عمل ہے اُن کا بفرمانِ کبریا
اسلام کی حیات کا مصدر لیے ہوئے

یہ قول ہے نبیؐ کا کہ ذکرِ علیؑ کرو
دل میں خیالِ خالقِ اکبر لیے ہوئے

یارب عطا ہو مجھ کو پھر اک مطلعِ حسیں
ذوقِ ولائے نفسِ پیمبرؐ لیے ہوئے

وہ مطلع جس سے بادہ عرفاں نصیب ہو
زادِ سفر الفتِ حیدرؑ لیے ہوئے

مطلع

دل ہے خلوصِ شیوۂ قنبر لیے ہوئے
آنکھیں ہیں آرزوئے ابوذر لیے ہوئے

ایمانِ کُل کی دید کا سامان ہو گیا
ماہِ رجب ہے جلوۂ حیدرؑ لیے ہوئے (مصرعِ طرح)

کعبہ کو جا رہے ہیں فرشتوں کے قافلے
عرشِ بریں کی روحِ معطّر لیے ہوئے

کہتے ہیں شہرِ علم کا دروازہ کھل گیا
آیاتِ بیّنات کا منظر لیے ہوئے

بالائے آسماں ہے ستاروں کی انجمن
میلادِ مرتضےٰؑ کی نچھاور لیے ہوئے

فرشِ زمیں ہے عکسِ رُخِ بوترابؑ سے
عرشِ بریں کے نور کا جوہر لیے ہوئے
خاکیؔ بھی ان حسین مناظر میں ڈوب کر
حاضر ہوا ہے مطلع دیگر لیے ہوئے

مطلع

تطہیر کے جمال کی چادر لیے ہوئے
بنتِ اسد ہیں نور کا پیکر لیے ہوئے
کعبہ کو ایک تمغۂ اعزاز مل گیا
دیوار مُسکرائی نیا در لیے ہوئے
کعبہ میں تین روز رہیں مادرِ علیؑ
آغوش میں خدائی کا مظہر لیے ہوئے

کیوں تین دن نہ حضرت عمرانؑ نے لی خبر
وہ مطمئن تھے اپنا بھرا گھر لیے ہوئے

تھے طالب و عقیل بھی عہدِ شباب میں
دس سال کا شعور تھے جعفر لیے ہوئے

ظاہر ہوا کہ سب کو تھی اس راز کی خبر
سب جانتے تھے کیا ہے مقدر لیے ہوئے

حکم خدا یہی تھا یقیناً کہ مصطفےٰ
تشریف لائیں شوقِ برادر لیے ہوئے

آہٹ نبیؐ کی آئے تو کعبہ میں در بنے
تقدیرِ کائنات کا منظر لیے ہوئے

آیا ہے لب پہ پانچواں مطلع برائے نذر
الفاظ کے عوض مہ و اختر لیے ہوئے

مَطلع

تھے جس کا اشتیاق پیمبرؐ لیے ہوئے

کعبہ دمک رہا ہے وہ گوہر لیے ہوئے

آنکھیں تھیں جس کی بند پئے دیدِ مصطفےٰؐ

وہ طفل تو ہے گود میں مادر لیے ہوئے

آہٹ نبی کی سُن کے ہمکنے لگے علیؑ

ساحل کا شوق جیسے سمندر لیے ہوئے

آغوشِ مصطفےٰؐ میں کھلی چشم مرتضیٰؑ

تابندگی چہرۂ اطہر لیے ہوئے

توراۃ پڑھ کے حمدِ خدائے قدیر کی

انجیل اور زبور کے تیور لیے ہوئے

فرمائشِ رسولؐ پہ قرآں سُنا دیا
آئے علیؑ علوم کے دفتر لیے ہوئے

ہونٹوں پہ مصطفٰےؐ کے تبسّم ہے دیکھئے
آغوش میں ہیں فاتحِ خیبر لیے ہوئے

نادِ علی کا ورد رہے گا قدم قدم
گھر سے خدا کے آئے ہیں یاور لیے ہوئے

خاکی جہاں بھی وقت پڑے یا علیؑ کہو
یہ نام ہے تحفظِ محشر لیے ہوئے

---

(۱۱)

طرحی قصیدہ بسلسلۂ میلاد حضرت علی علیہ السلام

(۹ر مئی سنہ ۸۲ء مطابق ۱۴ر رجب سنہ ۱۴۰۲ھ)

خرد کی نظر سے جدھر دیکھتے ہیں
پئے حمد اک رہگزر دیکھتے ہیں

زباں پر ہے سُبحان ربی مسلسل
جمال اس کا شام و سحر دیکھتے ہیں

اندھیرے اُجالے میں آیات اُس کی
نظر آ رہی ہیں جدھر دیکھتے ہیں

بہت پیچھے ہم چھوڑ آئے ہیں اُن کو

جو دریا پہ راہِ خضر دیکھتے ہیں

ہم آفاق کے قیدیوں میں کہاں ہیں

یہ حلقہ بہت مختصر دیکھتے ہیں

ہم اس رہنما کے جلو میں ہیں جس کو

فرشتے جھکائے نظر دیکھتے ہیں

بتوفیقِ ایماں ، بتائیدِ باری

اُجالوں کی ہم رہگزر دیکھتے ہیں

طبیعت ہے اب مطلعِ نو پہ مائل

سخنور بساطِ ہنر دیکھتے ہیں

مطلع

ثنائے نبیؐ کا اثر دیکھتے ہیں
کہ جنت میں ہم اپنا گھر دیکھتے ہیں

نبیؐ وہ جو سردارِ کل انبیا ہیں
جمال اُن کا قرآں نظر دیکھتے ہیں

وہ رتبہ ہے اُن کا کہ اللہ اکبر
اشارہ سے شق القمر دیکھتے ہیں

وہ حسنِ ازل ہیں وہ رازِ ابد ہیں
ہم اُن کا جمالِ بشر دیکھتے ہیں

بشر وہ کہ اُن جیسا کوئی نہیں ہے
اُنھیں عرش کے اوج پر دیکھتے ہیں

بپئے عالمیں ہیں وہ رحمت خدا کی

انھیں سب کا ہم چارہ گر دیکھتے ہیں

وہ اخلاقِ اعلیٰ کہ دشمن بھی قائل

وہ سیرت کہ عالی گہر دیکھتے ہیں

نبیؐ کے وسیلے سے پہنچے ہیں جس تک

وہ معراجِ نوعِ بشر دیکھتے ہیں

خدا کی طرف سے یہ تحفہ ملا ہے

نبیؐ جلوۂ مُنتَظَر دیکھتے ہیں

اب اک مطلعِ تازہ خاکیؔ سے سُنئے

کہ اس کی طرف دیدہ ور دیکھتے ہیں

مَطلع

ولائے علی کا ثمر دیکھتے ہیں

کہ پروازِ بے بال و پر دیکھتے ہیں

طبیعت کی جولانیاں اوج پہ ہیں

تخیّل کو پھر عرش پر دیکھتے ہیں

درِ علم پر سر جھکا کر ملی ہے

وہ دولت جسے تاجور دیکھتے ہیں

یہ صدقہ ہے نفسِ پیمبر کا صدقہ

کہ ذرّے کو طولِ سفر دیکھتے ہیں

یہ بخشش ہے مولائے قنبر کی بخشش

کہ کشکول کو پُر گُہر دیکھتے ہیں

چمن در چمن ہو رہا ہے چراغاں
تجلّی شجر در شجر دیکھتے ہیں
نئے زاویے سے عقیدت کا مطلع
قصیدے میں بارِ دگر دیکھتے ہیں

مَطلع

تمناؤں کو بارور دیکھتے ہیں
سوئے کعبہ دل کا سفر دیکھتے ہیں
نبوت چلی ہے امامت سے ملنے
فرشتے یہ تازہ خبر دیکھتے ہیں
یہ اللہ کی دسترس ہے نظر میں
نبیؐ کعبہ کے بام و در دیکھتے ہیں

دعاؤں میں مشغول بنتِ اسد ہیں
پیمبرؐ دعا کا اثر دیکھتے ہیں

ابوطالب اپنی جگہ سُرخرو ہیں
کہ اعزازِ نورِ نظر دیکھتے ہیں

وہ گھر جس میں ناحق بتوں کا تھا قبضہ
اسے حق کا اب مستقر دیکھتے ہیں

علیؑ کی ولادت حرم کا شرف ہے
نکھرتے ہوئے بام و در دیکھتے ہیں

کبھی چہرہ مصطفےٰؐ پر نظر ہے
کبھی افتخارِ بشر دیکھتے ہیں

وہ بیٹا خدا نے عطا کر دیا ہے
ابد تک جسے مفتخر دیکھتے ہیں

نگاہوں میں ہے مطلعِ حسنِ ایماں
جمالِ علیؑ کی سحر دیکھتے ہیں

مطلع

ملاقاتِ شمس و قمر دیکھتے ہیں
محبّت کو معراج پر دیکھتے ہیں
تصوّر میں اسلام کی منزلیں ہیں
حقیقت میں یارہ قمر دیکھتے ہیں
پیمبرؐ کے آتے ہی کھولی ہیں آنکھیں
علیؑ حسنِ خیرالبشر دیکھتے ہیں
ازل سے جو قلب و نظر میں بسا ہے
وہی نقش بارِ دگر دیکھتے ہیں

وہی نُور پہلے بھی جو مشترک تھا
اُسے پھر بشوقِ نظر دیکھتے ہیں

نبیؐ راحتِ جاں کو ہاتھوں پہ لے کر
تبسّم بہ لب سر بسر دیکھتے ہیں

نگاہوں میں ہے سُرخروئی چمن کی
جمالِ نسیمِ سحر دیکھتے ہیں

اُبھرتا ہوا مطلعِ علم و حکمت
پیمبرؐ بہ ذوقِ نظر دیکھتے ہیں

مطلع

علیؑ کو شہِ بحر و بر دیکھتے ہیں
ولایت کا اب مستقر دیکھتے ہیں

علیؑ کی ولایت میں کون و مکاں کو
ہمیشہ سے تابندہ تر دیکھتے ہیں
علیؑ کے مناقب، علیؑ کا قصیدہ
فلک پر یہ تحریر زر دیکھتے ہیں
زبانِ نبوت چُسا کر علیؑ کو
بہارِ قبولِ اثر دیکھتے ہیں
یہ قرآنِ ناطق کی پہلی سحر ہے
جسے عرش کے نامہ بر دیکھتے ہیں
نگاہوں میں ہے زورِ بازوئے حیدرؑ
فرشتے صفیں باندھ کر دیکھتے ہیں
پیمبرؐ کی بعثت سے رخصت کے دن تک
علی ہی علی ہیں جدھر دیکھتے ہیں

درِ کعبہ سے تا بہ عرشِ الٰہی
"علیؑ ہی علیؑ ہیں جدھر دیکھتے ہیں"

علیؑ کی زیارت کو آکر فرشتے
خداوندِ نعمت کا گھر دیکھتے ہیں

یہ نقشہ ہے میلادِ حیدرؑ کے دن کا
جسے آج بھی دیدہ ور دیکھتے ہیں

یہ نقشہ دکھاتے ہیں ہم اُن کو خاکیؔ
جنہیں دین سے بے خبر دیکھتے ہیں

نظر دورِ حاضر پہ بھی ہے مُسلسل
تمدّن کو زیر و زبر دیکھتے ہیں

بہتّر فریق اور اِک دینِ قیّم
کہیں کیا کسے دربدر دیکھتے ہیں

علیؑ ہی کے پوتے ہیں اب جن کا رستہ
زمانہ کے شام و سحر دیکھتے ہیں
زباں پر دعائیں لیے ہم بھی خاکی
ادب سے سوئے منتظرؑ دیکھتے ہیں

۱۲

میلادِ سیّدہ سلام اللہ علیہا

وہ ہستی آج کے دن جس کی تاریخ ولادت ہے
ادھر جزوِ رسالت ہے اُدھر جزوِ امامت ہے
خدیجہ کی وہ بیٹی، نورِ پیغمبر کا وہ ٹکڑا
اسی کا نام زہراؑ ہے وہی عنوانِ نعمت ہے
جنابِ سیدہؑ کے واسطے سے اب قیامت تک
نبیؐ کے نور سے معمور فانوسِ امامت ہے
انھیں کے لختِ دل نورِ نظر ہیں جن کے صدقے میں
قیامت تک بقائے دیں ہے ترویجِ شریعت ہے

انھیں کی بیٹیاں ہیں زینبؑ و کلثومؑ بھی جن سے
کمالِ عفّت و عصمت، جلالِ حُسنِ سیرت ہے
یہ تفسیریں ہیں قرآں کی، یہ تنویریں ہیں ایماں کی
انھیں کے دم قدم سے تا ابد ذوقِ عبادت ہے

مطلع

وہ صدیقہ کسا، کا واقعہ جس سے روایت ہے
زمیں پر اُس کا گھر آیاتِ قرآنی کی غایت ہے
جسے کوثر کی صورت میں نبوت لے کر آئی تھی
اسی کے گھر سے جاری چشمۂ نورِ ہدایت ہے
وہ معدن جس سے حاصل ہو نبوت بھی امامت بھی
خدا کی سب سے اعلےٰ آیتوں میں ایک آیت ہے

اسی کے واسطے معبود کے گھر میں ہوا پیدا
ابوطالبؑ کا وہ بیٹا جو سرکارِ ولایت ہے

جسے قرآن کہتے ہیں اسی کے گھر کی باتیں ہیں
جسے اسلام کہتے ہیں اسی کی اک عنایت ہے

وہی اصلِ سیادت بھی وہی خاتونِ جنّت بھی
کلامِ خالقِ کونین میں اُس کی حکایت ہے

بصیرت رکھنے والے دیکھ لیں خاتمؐ سے قائمؑ تک
مسلسل چودہ عنوانوں سے زہراؑ کی روایت ہے

مسلمانوں سے کہدینا مدینہ میں مزار اُس کا
زبانِ حال پر اک حرفِ خاموش شکایت ہے

نبیؐ تعظیم دیتے ہیں جسے حکمِ الٰہی سے
خدا کی بہترین آیات میں سے ایک آیت ہے

۱۳

جس کے شوہر کو شہ صف شکناں کہتے ہیں
جس کے فرزند کو سردارِ جناں کہتے ہیں
جس کی تعظیم پیمبر پہ ہو لازم اُس کو
فاطمہؑ سیّدۂ کون و مکاں کہتے ہیں

۱۴

مدحتِ حضرت خاتونِ جناںؑ

عرشِ بریں ہے قبۂ ایوانِ فاطمہؑ
لوح و قلم نشانِ دبستانِ فاطمہؑ
ختم الرسل معلم و نگرانِ فاطمہؑ
آیات کا نزول بعنوانِ فاطمہؑ
اللہ رے یہ مرتبہ و شانِ فاطمہؑ
روح الامیں ہے آسیہ گردانِ فاطمہؑ
دستِ خدا کے ساتھ ہے پیمانِ فاطمہؑ
کون و مکاں میں تابع فرمانِ فاطمہؑ

آیاتِ کردگار ہیں ابنانِ فاطمہؑ

اولاد بھی ملی ہے تو شایانِ فاطمہؑ

شبرؑ اگر ہیں یوسفِ کنعانِ فاطمہؑ

شبیرؑ ہیں بہارِ گلستانِ فاطمہؑ

زینبؑ ہیں گر مجسمۂ شانِ فاطمہؑ

کلثومؑ ہیں نمونۂ ایمانِ فاطمہؑ

عباسؑ ہیں شمیمِ گلستانِ فاطمہؑ

زینبؑ کے لعل سنبل و ریحانِ فاطمہؑ

آبِ بقا سے کی ہے خدائے قدیر نے

نشو و نمائے جملہ نہالانِ فاطمہؑ

تقدیرِ کائنات کو روشن بنا گئے

راہِ خدا میں جلوہ نمایانِ فاطمہؑ

تاریخ کہہ رہی ہے یہ فضّہ کو دیکھ کر

قرآن ہے زبانِ کنیزانِ فاطمہؑ

خیّاط کیوں بنا تھا یہ رضواں بتائے گا

حکمِ خدا ہے جنبشِ مژگانِ فاطمہؑ

مسند نشینِ انجمنِ نور ہیں بتولؑ

فتحِ مباہلہ ہے بعنوانِ فاطمہؑ

جب تک حسینیت سے منوّر ہے کائنات

دینِ الٰہیہ پہ ہے احسانِ فاطمہؑ

سامرّہ، کاظمین و خراسان و کربلا

راہِ خدا ہے اور چراغانِ فاطمہؑ

تفسیر و شرحِ آیۂ تطہیر کے لیے

موجود ہے خطیبِ دلبتانِ فاطمہؑ

حیدرؑ کو ہے یہ فخر کہ زوجِ بتولؑ ہیں
کتنی بلند ہے بخدا شانِ فاطمہؑ

قطعہ

درپیش جب تھا مسئلہ ورثہ رسولؐ
سبطینِ مصطفےٰ تھے گواہانِ فاطمہؑ
پیشِ نظر تھا عدلِ حکومت کا امتحاں
املاک کی طرف نہ تھا میلانِ فاطمہؑ
پردہ میں رہ کے دین کو محفوظ کر گئیں
اسلام آج بھی ہے بعنوانِ فاطمہؑ
اس خاک پر جھکی ہے جبیں کائنات کی
پنہاں ہیں جس میں لولو و مرجانِ فاطمہؑ

پلکوں پہ لے کر آتے ہیں موتی بصد خلوص
بزمِ عزا میں نذر گزارانِ فاطمہؑ

صدیوں سے ہو رہا ہے جو گریہ حسینؑ پہ
پورا کیا گیا ہے یہ ارمانِ فاطمہؑ

غیروں کے آستانہ پہ جھکتے نہیں کبھی
کتنے غیور ہیں یہ فقیرانِ فاطمہؑ

فرماں روائے ملکِ سخن ہو گا ایک دن
خاکی بھی ہے غلامِ غلامانِ فاطمہؑ

۱۵

وجہِ بقائے نسلِ نبوّت ہے فاطمہؑ
رب سے عظیم جو ہے وہ نعمت ہے فاطمہؑ
اے ناشناس سورۂ کوثر کو پڑھ کے دیکھ
اللہ کے رسولؐ کی عزّت ہے فاطمہؑ

(۱۶)

قصیدہ بحضورِ ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ ع

بسلسلہ میلادِ سیدۂ طاہرہ فاطمۃ الزَّہرا سلام اللہ علیہا
بوساطتِ امامِ زمانہ عجّل اللہ فرجہٗ

پہرہ ہے جہاں دستۂ افلاک نشیں کا
شاہد ہے شبِ قدر، وہ خطّہ ہے زمیں کا
آتے ہیں جہاں امرِ خدا لے کے فرشتے
رہتا ہے نمائندہ وہاں عرشِ بریں کا
پردے میں اُسے اس لیے خالق نے رکھا ہے
پہنچے نہ تخیّل بھی وہاں دشمنِ دیں کا

ہر مومنِ مخلص انھیں دیکھے گا یقیناً
دو گام پہ ہے خواہ ہو باشندہ کہیں کا

ہم سب کو بھی ایمان سے مل جائیں گے مولا
یہ ملکِ خداداد بھی آخر ہے انھیں کا

ہر ماہ کی یہ چودھویں تاریخ کی محفل
اظہار ہے مشتاقِ زیارت کے یقیں کا

ہر فرد پہ ہیں صاحبِ دوراں کی نگاہیں
حال اُن کو ہے معلوم ہر اک قلبِ حزیں کا

خاکی بہ ادب پیش کرو مطلعِ تازہ
اور ذکر کرو شجرۂ قرآنِ مبیں کا

لاہور میں مولانا سید محمد صاحب قبلہ مجتہد کی تحریک پر ۱۹۶۹ء میں ہر قمری مہینہ کی ۱۴ تاریخ کو محفلِ امامِ زمانہ کا انعقاد شروع ہوا تھا اور الحمد للہ کہ جب ہی سے یہ سلسلہ جاری ہے جس مہینہ کوئی مخصوص ہوتی ہے اس کا اظہار بھی کر دیا جاتا ہے۔ یہ قصیدہ اور اس کتاب کے اکثر قصیدے ایسی ہی محافل کے لئے لکھے گئے تھے۔

مَطلع

جس دور میں آغاز ہوا دینِ متیں کا
چرچا تو ہر اک گھر میں تھا صادق کا امیں کا
توحید نمائی میں تھی مصروف نبوّت
اس حلقہ میں، پیرو تھا جو ابلیسِ لعیں کا
تکبیر کی آواز پہ جب سنگ زنی تھی
مکّہ ہی میں مسکن تھا شہِ خاک نشیں کا
اُس دور میں بانوئے نبوت تھیں خدیجہؑ
اسلام پہ احسان ہے اس گوشہ نشیں کا
اللہ کے رستہ میں خدیجہؑ کا خزانہ
لٹتا تھا کہ محفوظ رہے راستہ دیں کا

اسلام و محمدؐ پہ نچھاور تھی یہ دولت
اس سائے میں محفوظ تھا سرمایہ یقیں کا
تھی ہجرتِ اوّل اسی دولت کے سہارے
ہر مرحلے میں خرچ ہوا مال یہیں کا
اس صورتِ حالات پہ جلتے تھے جو کافر
کہتے تھے بُرا حال ہے صادق کا امیں کا
اولاد سے خالی ہے جو آغوش خدیجہؑ
ابتر ہے مبلّغ جو ہے خود ساختہ دیں کا
یہ طنز نبیؐ پر تھا کہ اللہ پہ طعنہ
اللہ نے منہ بند کیا حلقۂ کیں کا
ممنونِ خدیجہؑ ہیں محمدؐ بھی خدا بھی
کوثر ہے صلہ محسنۂ دینِ مُبیں کا

اک مطلعِ تازہ کی اجازت ہو تو حق کی
کچھ ذکر کرے سیّدۂ پردہ نشیں کا

مطلع

آنا کبھی رضواں کا کبھی روحِ امیں کا
ثابت ہے جہاں، در ہے وہ مخدومۂ دیں کا
دروازۂ زہرؑا پہ ہر اک خاک کا ذرّہ
غازہ نظر آتا ہے فرشتوں کی جبیں کا
اس گھر کے در و بام پہ ہر وقت ملے گا
وہ جلوۂ مخصوص جو ہے عرشِ بریں کا
دراصل یہی معدنِ اجزائے نبوّت
سرچشمہ ہے اسلام کے آثارِ حسیں کا

واجب نہ تھی پیمبر پہ بھی تعظیم یہاں کی
ممنون ہے اللہ بھی اس گھر کے مکیں کا
تسبیح فرشتوں کو سکھائی ہے انھوں نے
مرقوم سرِ لوح عقیدہ ہے انھیں کا
اس در کے گداؤں کے گدا فخرِ سلیماں
بھر دیتے ہیں کشکول سلاطینِ زمیں کا
خاکی نے جو اشعار لکھے اُن کی ثنا میں
ہر شعر پہ اک قصر ملا خلدِ بریں کا

قصیدہ

واجب نہ تھی پیمبر پہ بھی تعظیم یہاں کی
ممنون ہے اللہ بھی اس گھر کے مکیں کا

تسبیح فرشتوں کو سکھائی ہے انھوں نے
مرقوم سرِ لوح عقیدہ ہے انھیں کا

قصیدہ

اس در کے گداؤں کے گدا فخرِ سلیماں
بھر دیتے ہیں کشکول سلاطینِ زمیں کا

خاکی نے جو اشعار لکھے اُن کی ثنا میں
ہر شعر پہ اک قصر ملا خُلدِ بریں کا

١٧

قصیدہ بسلسلۂ جشنِ یومِ ظہورِ سیّدہ طاہرہؑ

کاروانِ فکر خاکی حمد کی منزل میں ہے
شوقِ عرفاں ہے نظر میں ذوقِ ایماں دل میں ہے
لامکاں والے کا جلوہ ہے محیطِ آب و گل
طور جیسی روشنی احساس کی محمل میں ہے
گردشِ دوراں ٹھہر جائے تو کچھ معلوم ہو
عقل راہِ معرفت کی کون سی منزل میں ہے
وادیٔ ظلمات بھی ہے وادیٔ انوار بھی
عدل کی میزان بھی راہِ حق و باطل میں ہے

جس کی خاطر سے ہوئی آرائش کون و مکاں
اس کے جلووں کی نمائش بزمِ آب و گِل میں ہے
مسندِ خاکستری پہ سبزہ کی گُلکاریاں
کہہ رہی ہیں خیر مقدم کی فضا محفل میں ہے
آسمانوں کے دریچوں میں جھکتے ہیں نجوم
خاک بوسی کی تمنّا نوریوں کے دل میں ہے
دستِ قدرت کی سخاوت ہے نظر کے سامنے
ہر گھڑی اک تازہ نعمت کاسۂ سائل میں ہے
ذہن میں پھر مطلعِ تازہ کا دروازہ کھُلا
اُس کو دیکھا جس کا جلوہ کتبۂ نازل میں ہے

مَطلع

وہ جو ہر مخلوق کا ناصر ہر اک مشکل میں ہے

حسنِ حق ہے جس کا منکر حلقۂ باطل میں ہے

وہ جو ہے ایمانِ کل اس کی محبّت کے سبب

وسعتِ افلاک میری پتلیوں کے تل میں ہے

وہ خدا کا خاص بندہ جس کی عظمت کا ثبوت

آیتوں کی شکل میں قرآں کی ہر منزل میں ہے

مرشدِ جبریل عرش و فرش کا فرماں روا

نقشِ اُلفت جس کا محبوبِ خدا کے دل میں ہے

جس کی خاطر کے لیے مغرب سے پلٹا آفتاب

جس کے گھر کوثر کا سورہ معنوی منزل میں ہے

اس کے دروازہ پہ جا کر پیش کرنا چاہیے

وہ قصیدہ جس کا چرچا آج ہر محفل میں ہے

ہو رہا ہے جشن میلادِ جنابِ سیدہ

مدحتِ خاتونِ جنت کی لگن ہر دل میں ہے

اِذن کا طالب ہوں میں اِک مطلعِ نو کے لیے

میرا شوقِ شاعری معراج کی منزل میں ہے

مطلع

بضعتِ ختمِ رسل کا ذکر جس محفل میں ہے

اس میں شرکت کی تمنّا قدسیوں کے دل میں ہے

آسمانوں سے فرشتے جوق در جوق آئیں گے

آج کی محفل یقیناً دین کے حاصل میں ہے

مرکزِ عصمت ہے جس کی ذات اُس کا تذکرہ

با ادب ہو کر سُنتے ہر فرد جو محفل میں ہے

سیدہؑ، صدیقہؑ، معصومہ، نبی زادیؑ، بتولؑ

فاطمہ زہراؑ کا جلوہ نور کی محفل میں ہے

سورۂ رحمٰن کے انسان کی عظمت کے ساتھ

عالمانہ شان جن کے جوہرِ قابل میں ہے

فاطمہؑ زہراؑ کی عظمت کا ہے یہ زندہ ثبوت

نسل اُن کی راہبر ہر جادۂ مشکل میں ہے

فاطمہؑ زہراؑ ہیں وہ انسانیت کی محسنہ

جن کا سرمایہ صداقت آفریں منزل میں ہے

آپ ہی کے نور سے گیارہ اماموں کا ظہور

نقشِ احساں آپ کا کون و مکاں کے دل میں ہے

آپ کی مدحت سے خاکی کا مقدر کھُل گیا

اب یہ مشتِ خاک بھی انوار کی منزل میں ہے

(۱۸)

قصیدۂ سلسلۂ طہور سیّدۂ طاہرہ سلام اللہ علیہا

مکّہ کی طرف رُخ ہے مدینہ ہے نظر میں
ایماں کے سوا کیا ہے مرے زادِ سفر میں
فیضانِ نبوت کے گہر رول رہا ہوں
نذرانہ تو کچھ لے کے چلوں دیدۂ تر میں
دنیائے عقیدت میں ہے اک جشن کا ساماں
خورشید میں ہل چل ہے چراغاں ہے قمر میں
چھیڑیں ہیں سرِ فرشِ زمیں عرش کی باتیں
اشعار فرشتوں کی طرح آتے ہیں گھر میں

بالائے فلک کھلنے لگے شب کے دریچے
اک مطلع انوار ہے آثارِ سحر میں

مَطلع

عصمت کی اذاں ہونے لگی نور کے گھر میں
قرآن نمودار ہوا شکلِ بشر میں
آغوش میں قرآن کی ہے سورۂ کوثر
حق یہ ہے بڑی بات ہے چھوٹی سی خبر میں
خوشبوئے نبوت سے مہکنے لگی دُنیا
خوشبو ہے وہی جو کہ تھی جنّت کے ثمر میں
کہتے ہیں یہ معراج کے اسرار کھلے ہیں
انوار ہی انوار ہیں دُنیا کی نظر میں

اک مطلعِ پاکیزہ سنا دوں تو بجا ہے
جذباتِ عقیدت ہیں تمنّائے ہنر میں

مَطلع

یہ شان ہے زہرا کی پیمبرؐ کی نظر میں
تعظیم کیا کرتے ہیں جب آتے ہیں گھر میں
آغوشِ خدیجہ میں ہے عصمت کا خزانہ
ممکن ہے مثال اس کی کہاں نوعِ بشر میں
لائیں گے فرشتے بھی کہاں سے یہ بلندی
پرواز کی طاقت نہیں جبریل کے پر میں
زہراؑ کا کفو کوئی اگر ہے تو علیؑ ہے
اعلان یہ ہوتا ہے پیمبرؐ کے نگر میں

آتا ہے امامت کی گواہی کو ستارہ
کونین ہیں خاتونِ قیامت کے اثر میں
اک مطلع تازہ کی اگر پھر ہو اجازت
کچھ اور اضافہ ہو مدینہ کی خبر میں

مطلع

دروازہ پہ رضوان تھا جبریل تھا گھر میں
تسلیم کی جنبش تھی لرزتے ہوئے پر میں
جب علم کا دروازہ کھلا نور کے گھر میں
پھل پھول نظر آئے نبوت کے شجر میں
دو نور کے دریاؤں کا سنگم اسے کہیئے
تھے لولو و مرجانِ جہاں سب کی نظر میں

دروازہ پہ سلمان و ابوذر کے تھے سجدے
آوازِ بلال آ کے ٹھہر جاتی تھی گھر میں
اس گھر کی ہر اک فرد ہے ایمانِ مکمّل
اس گھر پہ سلام آیا ہے قرآں کی خبر میں
خاکی یہ حقیقت ہے کہ یہ گھر ہے بڑا گھر
اس گھر کے تصدّق سے اُجالا ہے سحر میں

---

(۱۹)

قطعات

جنبشِ لب ہے عبادت کے لیے بسم اللّٰہ
مقصدِ زیست کی تکمیل کا ساماں ہو گا
اب کہ ہر بات بعنوانِ طہارت ہو گی
دامنِ نطق میں گلدستۂ قرآں ہو گا

دل کے ایوان میں ہے جلوۂ آلِ یٰسین
دھڑکنیں شدّتِ احساس کے آئینے ہیں
آنکھیں جنّت کے دریچوں کی طرح نور بکف
پلکیں نظروں کی بلندی کے لیے زینے ہیں

یہ مہکتی ہوئی محفل یہ چمکتے چہرے
اہلِ دُنیا سے جدا گانہ نظر آتے ہیں
ایسی پاکیزہ فضا جب بھی کہیں ہوتی ہے
آسمانوں سے فرشتے بھی اُتر آتے ہیں

یہ وہ محفل ہے جہاں جذبۂ اخلاص کے ساتھ
حمدِ معبود بھی ہے نعت کا عنوان بھی ہے
ہر طرف پھیلی ہوئی حبِّ علیؑ کی خوشبو
یہ بتاتی ہے کہ سرمایۂ ایمان بھی ہے

تذکرہ سیدۂ کون و مکاں کا ہے یہاں
جو بھی آئے گا وہ کوثر پہ پہنچ جائے گا
اُن کی مدحت میں جو اشعار پڑھے جائیں گے
ایک گھر خلد میں ہر شعر پہ مل جائے گا

ماہِ رَمَضان ذوقِ عبادت کا مہینہ
اخلاصِ عمل، حُسنِ اطاعت کا مہینہ
قرآن بھی آیا تو اسی ماہ میں آیا
کیا خوب ہے شبّرؔ کی ولادت کا مہینہ

۲۱

منقبت بسلسلہ میلادِ امام حسن علیہ السلام

عام ہے جلوۂ عرفانِ حسنؑ آج کی رات
حمد بھی ہو گی بعنوانِ حسنؑ آج کی رات

ہر بزرگی ہے اسی ربِ محمدؐ کے لیے
جس نے کھولا ہے دبستانِ حسنؑ آج کی رات

حمد میں نعت کا مضمون نکل آیا ہے
تذکرہ ہے یہی شایانِ حسن آج کی رات

فرش پر عرش کے آثار نظر آتے ہیں
دیکھیں گے اہلِ نظر شانِ حسنؑ آج کی رات

قدر کی رات کہیں آج کی یہ شب ہی نہ ہو
آیا ہے بولتا قرآنِ حسنؑ آج کی رات
شکرِ نعمت کے لیے سجدہ میں پیغمبرؐ ہیں
دیکھ کر حُسنِ گلستانِ حسنؑ آج کی رات
یہ عبادت کا مہینہ ، یہ تقدّس کا سماں
اور ہر سمت یہ فیضانِ حسنؑ آج کی رات
وسطِ ماہِ رمضاں میں ہوئی یہ عیدِ سعید
سامنے آئی ہے میزانِ حسنؑ آج کی رات
رشک کرتا ہے فلک : خاک کی قسمت جاگی
مل گیا سایۂ دامانِ حسنؑ آج کی رات
آئینہ میں نظر آتا ہے جمالِ نبویؐ
حسنِ مطلق ہے بعنوانِ حسنؑ آج کی رات

گریۂ نیم شبی جزوِ عبادت ہے مگر
مسکراتے ہیں غلامانِ حسنؑ آج کی رات

کیا تعجّب ہے اگر وقت کی گردش رُک جائے
قسمتیں پلٹیں بہ فرمانِ حسنؑ آج کی رات

عصمتِ فاطمہؑ و خُلقِ نبی، زورِ علیؑ
ہوئے یک جان بعنوانِ حسنؑ آج کی رات

اس میں دیکھے ہیں اُجالے ہی اُجالے ہم نے
ہے نمائندۂ ایوانِ حسنؑ آج کی رات

جس کے دل میں جو تمنّا ہے وہ پوری ہوگی
عام ہو جائے گا فیضانِ حسنؑ آج کی رات

کوئی مشکل ہو تو مولا کو پکارو حاکی
عقدہ حل ہوگا بفرمانِ حسنؑ آج کی رات

۲۲

حمد کی 'ح' سے ہوا نامِ حسنؑ کا آغاز
'س'، کو سرورِ کونین کی نسبت پہ ہے ناز
'ن' ہے تکملۂ دینِ خدا سے ممتاز
ہے تلفظ میں بھی معنی کا اچھوتا انداز

جب زباں پہ حسنؑ سبز قبا آتا ہے
آنکھوں کے سامنے درِ خلد کا کھل جاتا ہے

۲۳

منقبت بسلسلۂ میلادِ حضرت امام حسن علیہ السلام

خدا کو یاد رکھتے ہیں نبی سے لَو لگاتے ہیں
علیؑ کے راستے پر ہم قدم آگے بڑھاتے ہیں

اصولِ دیں میں ہے توحیدِ باری عدل کی صورت
سرِ تسلیم در بارِ نبوت میں جھکاتے ہیں

نبوت کی طرح رشتہ امامت سے بھی قائم ہے
یہی رشتے ہیں جو روزِ قیامت کام آتے ہیں

نماز و روزہ و حج و زکوٰۃ و خمس کے جلوے
حقیقت میں علی والوں کے گھر میں پائے جاتے ہیں

جہادِ اسلام میں کیا ہے؟ علیؑ کی راہ پر چلنا
علیؑ والے ہیں جو اس راہ سے جنّت میں جاتے ہیں

علیؑ والے بہت کم ہیں مگر سب سے نمایاں ہیں
کہ اُن کے چہرے عشقِ مصطفےٰؐ سے جگمگاتے ہیں

ادائے اجرِ پیغمبرؐ کی خاطر با ادب ہو کر
درِ زہراؑ پہ جا کر عاجزی سے سر جھکاتے ہیں

درِ زہراؑ ہی تو ہے جہاں خیرات لینے کو
فرشتے عرش سے آکر صدا اکثر لگاتے ہیں

ہماری جانیں ہوں قربان اولادِ پیمبرؐ پہ
ہم اُن کی خاکِ پا جھک کے پلکوں سے اُٹھاتے ہیں

علیؑ کے گھر کا دروازہ خدا کے گھر میں کھلتا ہے
یہاں کی خاک کے ذرّے بھی راہِ حق دکھاتے ہیں

علیؑ و فاطمہؑ کی گود کے پالوں کا کیا کہنا

وہ اپنی جان دے کر دین کی عزّت بچاتے ہیں

جمالِ شبّرؑ و شبّیرؑ ہے قرآں کا آئینہ

اس آئینے کے جلوے دینِ حق کو جگمگاتے ہیں

علیؑ کی طرح اُن کا ذکر کرنا بھی عبادت ہے

کہ اُن کا تذکرہ سن کر پیمبرؐ یاد آتے ہیں

حسنؑ کی محفلِ میلاد سے خوش ہوں گے پیغمبرؐ

خلوصِ دل سے ہم خوشیوں کی یہ محفل سجاتے ہیں

وہی صورت پیمبرؐ کی وہی سیرت پیمبرؐ کی

حسنؑ جب یاد آتے ہیں پیمبرؐ یاد آتے ہیں

حسنؑ میں خلقِ پیغمبرؐ بھی ہے اور زورِ حیدرؑ بھی

قیامِ امن میں یہ دونوں جوہر کام آتے ہیں

حسنؑ کا تذکرہ تبلیغِ اسلامی کا ضامن ہے

وہ خوش قسمت ہیں جو ذکرِ حسنؑ سننے کو آتے ہیں

حسنؑ ہیں حسن میں یکتا، حسنؑ عصمت میں بھی یکتا

حسنؑ کے سامنے یوسفؑ بھی اپنا سر جھکاتے ہیں

درود اُن پر سلام اُن پر ہے جن میں نورِ پیغمبرؐ

یہی بندے خدا کے کارخانے کو چلاتے ہیں

حسنؑ ابنِ علیؑ ہیں جن کے دسترخوانِ عالی پر

بقدرِ ظرف ہم سب اپنا اپنا سر جھکاتے ہیں

جہاں مولا حسنؑ کا تذکرہ کرتے ہیں ہم خاکی

ہمارے جتنے بگڑے کام ہیں سب بنتے جاتے ہیں

(۲۴)

مناقبِ حضرت امام حسنؑ

جو عشقِ اہلِ بیت کا سرمایہ دار ہے
اس پہ نزولِ رحمتِ پروردگار ہے
اس تذکرے سے دل کو سکون و قرار ہے
مدحِ حسنؑ علاجِ غمِ روزگار ہے
ہو صلح یا جہاد انہیں اختیار ہے
اُن کا عمل مشیّتِ پروردگار ہے
حُسنِ حسنؑ ہے عکسِ نبوت لیے ہوئے
وہ عکس جس پہ دینِ خدا کا مدار ہے

صورت وہی ہے سیرت و کردار بھی وہی

ہر زاویہ رسولؐ کا آئینہ دار ہے

چہرے سے مرتضیٰؑ کی جلالت ہے ضو فشاں

آنکھوں سے فاطمہؑ کی حیا آشکار ہے

ہونٹوں پہ ہیں کلامِ الٰہی کی آیتیں

جو بات ہے وہ علم کا اک آبشار ہے

ہاتھوں میں دو جہاں کی حکومت بھی ہے مگر

کردار میں علیؑ کی طرح انکسار ہے

اس کا مقامِ زہد فرشتوں سے پوچھئے

مثلِ رسولؐ یہ بھی تہجّد گزار ہے

دنیا سمجھ رہی ہے جنہیں اختر و نجوم

یہ سارا رہگذارِ حسنؑ کا غبار ہے

تاریخ پر نظر ہے تو پھر مان لیجیے

اس در سے جو ملا ہے وہی پائدار ہے

جاری رہے وظیفہ درود و سلام کا

جس جا نہیں یہ ذکر وہیں انتشار ہے

ہر مُلک کے عوام کو ہے امن کی تلاش

خلقِ حسن کی سارے جہاں میں بہار ہے

جو اُن کی پیروی سے گریزاں ہے آج کل

بس وہ شکارِ گردشِ لیل و نہار ہے

پابوسیٔ حسنؑ ہی تقاضا ہے وقت کا

میرا امام امن کا پروردگار ہے

یہ مدحِ اہلِ بیت کا فیضان دیکھیے

خاکیؔ بھی اب بہشت کا جاگیردار ہے

۲۵

حاملِ خلقِ شہنشاہِ زمن کو ڈھونڈو
حیدرؑ و فاطمہؑ کے سروِ چمن کو ڈھونڈو
جنگ کے شعلوں میں پھر لپٹی ہے دنیا کی
امن کی ہے جو ضرورت تو حسنؑ کو ڈھونڈو
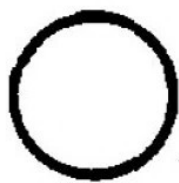
مناقبِ حضرت امام حسن علیہ السلام

امنِ عالم کا ہے عنوان حسن ابن علیؑ
شاملِ آیۂ تطہیر ولی ابنِ ولی
دیکھئے نورِ ازل پورے کمالات کے ساتھ
حسنِ یوسفؑ تو تھا اک پرتوِ حسنِ ازلی
خلق میں سبطِ پیمبر ہے پیمبرؐ کی مثال
زہد ایسا کہ عبادت میں ہر اک رات ڈھلی
علم اور حلم کا ورثہ جو نبیؐ نے بخشا
منکشف ہو گئے اسرار خفی ہوں کہ جلی

کوئی اوصافِ حسنؑ پوچھے تو یہ کہہ دیجے
مصطفےٰؐ رنگ ہے یہ گلشنِ زہراؑ کی کلی

لوحِ محفوظ نگاہوں میں رہی ہے پیہم
بچپنے سے نہ کوئی بات کبھی اِس کی ٹلی

ربِّ کعبہ کی قسم دین کی معمار بنی
ہر وہ ہستی کہ جو آغوشِ پیمبرؐ میں پلی

مرتبہ اس کا بشر سمجھے تو کیسے سمجھے
خاکِ پا جس کی فرشتوں نے جبینوں پہ ملی

اس کے دروازہ سے سائل کبھی خالی نہ پھرا
کنکری بھی جو ملی بن گئی سونے کی ڈلی

حق نے سردارِ جوانانِ جناں اُس کو کیا
جس میں ہے نورِ خدا، نورِ نبیؐ، نورِ علیؑ

چھوڑ کر نور کو جو گھور اندھیرے میں رہے
ایسے کوتاہ نظر فرد سے دُوری ہی بھلی
چھڑ گیا بزم میں جب حُسنِ حسنؑ کا قصّہ
فکرِ خاکیؔ درِ زہراؑ کی زیارت کو چلی

۲۷

قصّۂ یاراں کہوں یا شکوۂ اعدا کروں
کس کے آگے حالِ دل کہہ کر کسے رسوا کروں
جب سے ڈالی ہے نظر اسلام کی تاریخ پہ
دوستوں پر سے بھروسہ اُٹھ گیا ہے کیا کروں

۲۸

قصیدہ بتقریب ظہور حضرت امام حسن علیہ السلام

یہ تذکرے خدا کی قسم ہر نگر میں ہیں
منزل پہ آگئے ہیں کہ ہم رہگزر میں ہیں

ساحل پہ جو سکون سے ہیں اُن کو کیا خبر
کتنی وہ کشتیاں ہیں جو اب تک بھنور میں ہیں

مرنے کے بعد کوئی تمنّا نہ کوئی غم
یہ مرحلے تو زندگیٔ مختصر میں ہیں

تھوڑی سی زندگی ہے بڑی دور کا سفر
فکر و خیال جستجوئے راہبر میں ہیں

عقدہ کشا کو ڈھونڈ رہی ہے ہر اک نظر

اُلجھاؤ کتنے رشتہ شام و سحر میں ہیں

آؤ چلیں خدا کے لیے اُس طرف چلیں

چودہ مقام عشق کے جس رہگزر میں ہیں

شہرِ خدا میں آئے ہیں شب زندہ دار لوگ

جذباتِ پُر خلوص بھی زادِ سفر میں ہیں

خاکیؔ بھی اپنے مطلعِ تازہ کی شکل میں

لایا ہے وہ گہر جو بساطِ ہُنر میں ہیں

مطلع

کون و مکاں بھی جس کی حدودِ نظر میں ہیں

جلوے اُس آستاں کے ہماری نظر میں ہیں

وہ آیتیں خدا کی جو شکلِ بشر میں ہیں

معلوم یہ ہوا ہے کہ زہراؑ کے گھر میں ہیں

یہ منزلِ نبیؐ ہے یہی مسکنِ علیؑ

انوارِ عرش جلوۂ شام و سحر میں ہیں

جن کے لیے درود ہے جن پہ سلام ہے

وہ سب نفوسِ نور اسی مُستقر میں ہیں

جس کو بھی دیکھئے وہ محمد ہے ہُو بہو

جو مبتدا میں ہیں وہی تیورِ خبر میں ہیں

انسانیت کی راہ نمائی کے واسطے

پروردگارِ امن کے جلوے نظر میں ہیں

آیا ہے لب پہ مطلعِ تازہ برائے نذر

جذباتِ شوق بارگۂ معتبر میں ہیں

مطلع

قرآن کے خواص علیؑ کے پسر میں ہیں
جتنے بھی خشک و تر ہیں حسنؑ کی نظر میں ہیں
دیوارِ شہرِ علم ہیں اک اور در کھُلا
کتنی مسرّتیں بخدا اس خبر میں ہیں
توحید کے مبلّغ و ناشر ہیں مجتبیٰؑ
میزانِ عدل مسئلۂ خیر و شر میں ہیں
اُن کو جو مانتے ہیں وہ اہلِ بہشت ہیں
جو ان سے منحرف ہیں یقیناً سقر میں ہیں
تاریخِ صُلح و تذکرۂ امن دیکھئے
شبّرؑ کے کارنامے ہی تحریرِ زر میں ہیں

خورشیدِ فاطمہؑ کا ہیں صدقہ لیے ہوئے

وہ جگمگاہٹیں جو نجوم و قمر میں ہیں

سرسبز ہے جو آج یہ اسلام کا شجر

اس کی جڑیں حسنؑ ہی کے خونِ جگر میں ہیں

یہ فیض ہے حسنؑ کا کہ خاکیؔ کے قلب کو

حاصل وہ وسعتیں ہیں کہ جو بحر و بر میں ہیں

۲۹

نبیؐ کا حسنِ عمل نورِ مشرقین بنا
وقارِ معرکۂ خیبر و حُنین بنا
حدودِ صلح میں آیا حسنؑ کی صورت میں
جہاں بھی صبر کی حد آگئی حسینؑ بنا

۳۰

مناقبِ حضرت امام حسین علیہ السلام

(تیسری شعبان کے لئے)

خدا رکھے یہاں جھلکی ہے کس عنوان کی خوشبو
گلوں میں ہے نہ اُن کے عطر میں اس شان کی خوشبو

بشر کا ذکر کیا کیجے فرشتے کھچ کے آتے ہیں
بڑی پُر کیف و دل آویز ہے شعبان کی خوشبو

مشامِ جاں معطّر ہے ہوائیں جھوم اٹھی ہیں
زمیں کے فرش پہ ہے عرش کے سامان کی خوشبو

یہ استقبال ہے بے شک جناں کے شاہزادے کا
قدم بوسی کو دروازہ پہ ہے رضوان کی خوشبو

طوافِ خانہ کو جبریل و میکائیل آئیں گے

کہ ہے اس بزم میں پیغمبرانہ شان کی خوشبو

ورودِ خامسِ آلِ عباؑ کے ساتھ پھیلی ہے

نزولِ آیۂ تطہیر کے عنوان کی خوشبو

نبوت میں ولایت میں امامت اور عصمت میں

کئی رُخ سے ملی ہے سورۂ رحمٰن کی خوشبو

حسینؑ ابنِ علیؑ کو دیکھ کر روئے تھے پیغمبرؐ

مشامِ جاں میں آئی تھی کسی میدان کی خوشبو

حسینؑ ابنِ علی تقدیر کا رُخ موڑ سکتے ہیں

شہادت دے رہی ہے حُرؑ پہ اک احسان کی خوشبو

پَرِ فطرس کا قصہ ہو کہ ہو راہب کا افسانہ

مہرؔ عنوان ہے شبیرؑ کے فیضان کی خوشبو

قیامت تک رہے گا وارثِ اسلام کا قصّہ
قیامت تک رہے گی بولتے قرآن کی خوشبو
مسلمانوں کی کثرت ہے مگر کثرت سے کیا حاصل
بہت کم ہیں وہ خاکی جن میں ہے ایمان کی خوشبو

۳۱

تیسری شعبان کا رنگِ چراغاں دیکھئے
حُسنِ ایماں دیکھئے انوارِ یزداں دیکھئے
گود میں خاتونِ جنت کی ہے پارہ نور کا
چادرِ تطہیر میں لپٹا ہے قرآں دیکھئے

۳۲

قصیدہ بسلسلۂ میلادِ امام حسین علیہ السلام

چاند شعبان کا جس آن نظر آتا ہے
معرفت کا نیا عنواں نظر آتا ہے

حمدِ معبود میں کھلتی ہے زبانِ ایماں
عظمتِ نطق کا امکان نظر آتا ہے

ہر نفس نعمتِ تازہ کی خبر کے ہمراہ
زندگی کا سر و سامان نظر آتا ہے

بے بصر کوئی اگر ہو تو بصیرت کے سبب
جلوۂ حسن بصد شان نظر آتا ہے

اِس میں صحرا و سمندر کی کوئی قید نہیں!
ہر طرف حق کا یہ فیضان نظر آتا ہے

کھیت اور ریت پہ یکساں جو برستا ہے سحاب
عدل کا جلوہ میزان نظر آتا ہے

مانگنے والوں کو ملتی ہیں مرادیں پیہم
کوئی کافر ہی پریشان نظر آتا ہے

مجھ کو انعامِ الٰہی کا سبب ہے معلوم
یہ بھی اللہ کا احسان نظر آتا ہے

ماہِ شعبان ہے اسرارِ الٰہی کا امیں
حسنِ اسرار میں ایمان نظر آتا ہے

یہ حقیقت ہے کہ شعبان کے آئینے میں
جلوۂ سورۂ رحمٰن نظر آتا ہے

ہو اجازت تو کہے مطلعِ تازہ حناؔ کی
آج جذبات میں طوفان نظر آتا ہے

مطلع

جب کہیں نعت کا عنوان نظر آتا ہے
نظم کے روپ میں ایمان نظر آتا ہے

جس کی خاطر ہوئی آرائشِ بزمِ امکاں
اُس کا جلوہ مجھے ہر آن نظر آتا ہے

اس کی تعریف کے الفاظ کہاں سے لاؤں
آئینہ نطق کا حیران نظر آتا ہے

وہی اوّل وہی آخر وہی ذاکر وہی ذکر
وہی مصدر وہی برہان نظر آتا ہے

جس کے قبضے میں ازل اور ابد دونوں ہیں

ایک اس شان کا سلطان نظر آتا ہے

جیسا سلطان ہے ویسا ہی وصی بھی اُس کا

ہر زمانے کا نگہبان نظر آتا ہے

جب تصور میں اُبھرتا ہے علیؑ کا چہرہ

مُسکراتا ہوا قرآن نظر آتا ہے

خاک کے فرش پہ آرام سے سونے والا

وادیٔ عرش کا انسان نظر آتا ہے

اک لقب جس کا وجہ اللہ ہے اک نفسِ نبیؐ

وہ جہاں ہے وہیں قرآن نظر آتا ہے

اک شرف یہ بھی علیؑ کا ہے کہ ہیں زوجِ بتولؑ

نور سے نور کا پیمان نظر آتا ہے

یہی وہ مجمعِ بحرین ہے جس میں خاکی
جلوۂ لولو و مرجان نظر آتا ہے

مطلع

چاند شعبان کا جس آن نظر آتا ہے
مجھ کو اِک نور کا ایوان نظر آتا ہے
مسندِ نور پہ کونین کے سلطاںؐ کے ساتھ
وارثِ عظمتِ عمرانؑ نظر آتا ہے
پردۂ نور میں مستور ہے مخدومۂ نور
فرش پہ عرش کا سامان نظر آتا ہے
پردۂ نور کے اک سمت بہ اندازِ جمیل
ایک شہزادۂ ذیشان نظر آتا ہے

دوسری سمت ہے عصمت کا وہ گہوارۂ نور

جس میں اک بولتا قرآن نظر آتا ہے

کبھی جبریلِ امیں آتے ہیں خدمت کے لیے

کبھی دروازہ پہ رضوان نظر آتا ہے

یہی دروازۂ رحمت ہے جہاں آکے فقیر

بھیک ملتے ہی سلیمان نظر آتا ہے

اسی دروازہ سے فطرس کو پرو بال ملے

یہاں سر چشمۂ فیضان نظر آتا ہے

لاولد کو یہاں اولاد کی ملتی ہے نوید

پورا ہوتا ہوا ارمان نظر آتا ہے

اسی دروازہ سے جنّت کے قبالے بھی ملے

یہیں فردوس کا سامان نظر آتا ہے

جس کو اس در سے غلامی کی سند مل جائے
وہی بوذر وہی سلمان نظر آتا ہے
جب سے اس در پہ جھکائی ہے جبیں غاکی نے
لوگ کہتے ہیں مسلمان نظر آتا ہے

۳۳

جامِ ولائے حیدرؑ جس وقت سے پیا ہے
عرشِ خدا کو میں نے جب چاہا چھو لیا ہے
کعبہ کی سمت جاؤں یا کربلا کی جانب
وہ خانہ خدا ہے یہ مقصدِ خدا ہے

(۳۴)

قصیدہ بسلسلہ جشن میلاد حضرت امام حسین علیہ السلام

زباں پہ حمد و ثنائے رب ہے کرم کا اس کے نزول بھی ہے
سلام بھی ہے درود بھی ہے مقام مدح رسولؐ بھی ہے
حسینؑ کا ذکر کر رہا ہوں یہ ذکرِ حق ہے نبیؐ سے پوچھو
یہ تذکرہ ہے ابوترابی یہ داستانِ بتولؑ بھی ہے
خدا کا جیسے نہیں ہے ثانی، کہاں ہے ثانی حسینؑ کا بھی
ہے جیسا اللہ ویسا بندہ، یہ بندگی کا اصول بھی ہے
حسینؑ زہراؑ کا نور پارہ، حسینؑ عظمت کا استعارہ
"حسینؑ مجھ سے حسینؑ سے میں" یہی تو قولِ رسولؐ بھی ہے

علیؑ کا بیٹا علیؑ ہی جیسا، حسنؑ کا بھائی حسنؑ سراپا
حسینؑ قرآں کی آبرو ہے وہ باغِ عصمت کا پھول بھی ہے

حسینؑ کا ذکر ہے کہاں تک، خدا کی مخلوق ہے جہاں تک
جو مدح کی دھن یہاں ہے اُس میں ملائکہ کا شمول بھی ہے

حسینؑ کے آستاں پہ قدسی بہ شکلِ سائل بشکل خادم
حسینؑ کے حق میں آیتوں کا قدم قدم پر نزول بھی ہے

انھیں کے جھولے کی برکتوں سے بحال فطرس کی قوتیں ہیں
مشیت کبریا میں شاید حسینؑ ہی کا شمول بھی ہے

انھیں کے صدقے میں لاولد کو ملے ہیں کتنے پسر مسلسل
حسین قسمت بدل رہے ہیں، یہ حق خدا کو قبول بھی ہے

میں اُن کی اُلفت میں جی رہا ہوں کہ جام کوثر کا پی رہا ہوں
یہ زندگی کا عروج بھی ہے یہ نعمتوں کا حصول بھی ہے

میری تمنائے عرش جو کو پھر ایک مطلع کی آرزو ہے
ابھی نظر میں ہے شاخ طوبیٰ ابھی مودّت کا پھول بھی ہے

مطلع

خدا کی تعمیلِ حکم بھی ہے ادائے اجرِ رسولؐ بھی ہے
حسینؑ کا ذکر کرتے رہنا، یہی وفا کا اصول بھی ہے
وہ اُن کے بچپن کی بادشاہی، وہ نازبرداریٔ الٰہی
حسینؑ ہیں پشتِ مصطفےٰ پر نبیؐ کے سجدے کو طول بھی ہے
بقائے اسلام کی مہم میں حسینؑ کا نام ہے مسلسل
حسینؑ روحِ فروعِ دیں ہے حسینؑ اصلِ اصول بھی ہے
کتاب و سنّت حسینؑ سے ہے وجودِ اُمّت حسینؑ سے ہے
جہادِ حسیںؑ کا ہے ایک دن کا اسی کے قصے میں طول بھی ہے

اگر وہ تطہیر والی آیت تمام معصوموں کے لئے ہے
تو نہ اماموں کا پنجتن میں حسینؑ ہی سے شمول بھی ہے

وہ جس کا منصب ہے دین پناہی، ہے اُس کی ٹھوکر میں تاجِ شاہی
جو وارثِ انبیاءؑ ہو اس سے سوالِ بیعت فضول بھی ہے

حسینؑ انسانیت کی منزل، حسینؑ حقانیت کا ساحل
بشر تو کیا ہے کہ اس وسیلہ پہ اعتمادِ عقول بھی ہے

حسینؑ ہی کا ہے روضہ جس کا ہے رتبہ عرشِ الٰہ جیسا
اُسی کے قبّے کے زیرِ سایہ دُعا جو مانگیں قبول بھی ہے

ہے اُس کی تربت کی خاک جس میں شفا مریضوں کے واسطے ہے
جو حوروں کی مانگ میں بھری ہے یہی وہ پُر نور دھول بھی ہے

حسینیت حق کا راستہ ہے، یہ جادۂ قربتِ خدا ہے
جو اس پہ چلتے ہیں اُن کی محنت قدم قدم پر وصول بھی ہے

وہ کیا ہیں یہ تو خدا ہی جانے وہ کیا نہیں ہیں بتائے کوئی

انھیں سمجھتا ہے اپنا جیسا یہی تو بندہ کی بھول بھی ہے

خدا کی سب سے عظیم نعمت، حسینؑ کی معرفت ہے حتّاکی

ہم اس کے قابل ابھی کہاں ہیں، اسی لیے دل ملول بھی ہے

(۲۶ر اپریل ۱۹۸۵ء)

جمعہ کا جیم ہے عنوان جماعت کے لئے
میم موجود ہے معیارِ محبّت کے لیے
عین سے ملتی ہے دنیا کو عبادت کی کلید
ہائے ہوّز نظر آتی ہے ہدایت کے لیے

۳۶

در مدح حضرت امام حسن علیہ السلام

خدا کی سب سے عظیم آیت خدا کا شہکار بالیقیں ہے
اسی کی خاطر فلک بنا ہے اسی کی خاطر سے یہ زمیں ہے
خدا جو یکتا ہے یہ بھی یکتا۔ مثال دونوں ہی کی نہیں ہے
مگر وہ اللہ ہے یہ بندہ، وہ خالقِ حُسن یہ حسیں ہے
اِسے نبوّت جمال کہئے، اِسے پیمبر مثال کہئے
حسین ہے فخرِ مرسلین ہے حسین سے فخرِ مرسلیں ہے
وقارِ اسلاف اس کے دم سے، بہارِ اوصاف اس کے دم سے
یہ آدم و نوح کا ہے وارث، خلیلؑ و موسیٰؑ کا جانشیں ہے

خدا کی توحید کا محافظ ، شہیدِ اعظم ، امامِ عالم
حسینؑ ابنِ علیؑ کا ثانی ، نہ تھا نہ ہوگا نہ اب کہیں ہے
حسینؑ ہے نورِ عینِ زہراؑ ، حسینؑ حُسنِ حسنؑ سراپا
حسینؑ اسلام کی سپر ہے ، حسینؑ قرآن کا امیں ہے
حسینؑ ہی آسرا ہے سب کا ، حسینؑ پر یہ کرم ہے رب کا
حسینؑ ہی کی ہے نسل جس میں امامت اب تا قیامِ دیں ہے
حسینؑ ہی کا طواف کرنے فرشتے آتے ہیں آسماں سے
حسینؑ خوابیدہ ہے جہاں پر فلک سے بڑھ چڑھ کے وہ زمیں ہے
حسینؑ جیسی نماز کوئی نہ پڑھ سکا ہے نہ پڑھ سکے گا
حسینؑ ہی کا ہے سجدہ جس پر قسم خدا کی مدارِ دیں ہے
حسینؑ تھا روزہ دار ایسا کہ جس کی قرآن نے ثنا کی
زکوٰۃ و حج کی ادا تھی ایسی مثال جس کی کہیں نہیں ہے

وہی مجاہد جہاد جس کا بقائے اسلام کی ضمانت
وہی شہید بزرگ و برتر جو اپنے اللہ کے قریں ہے

بِناں پہ سر کی جراحتوں میں جمال قرآں کی آیتوں کا
یہ کس کا اسلوبِ زندگی ہے یہ کس کا انداز دلنشیں ہے

جلو میں کس کے یہ قافلہ ہے تمام تر حسنِ با وفا کا
وہی ہے یہ جس کے نقشِ پا پر خمیدہ خورشید کی جبیں ہے

حسینؑ صبر و رضا کا پیکر حسینؑ صدق و صفا کا مظہر
عیاں ہے جس سے جمالِ داور حسینؑ وہ آیۂ مُبیں ہے

سُنا ہے یوسفؑ بڑے حسیں تھے مگر وہ حُسنِ بشر نما تھا
حسینؑ حُسنِ خدا نما ہے، بتاؤ ایسا کہیں حسیں ہے

شبابِ جنت نثار اُن پر کہ وہ تو سردار ہیں جناں کے
جو اُن کی اُلفت میں جی رہا ہے وہ جیتے جی خُلد کا مکیں ہے

حسینؑ معیارِ معرفت ہے حسینؑ انسانیت صفت ہے

جسے محبت حسینؑ سے ہے وہی تو اللہ کے قریں ہے

حسینؑ کے راستہ پہ خاکی جنہوں نے آگے قدم بڑھایا

اُنہوں نے نعرہ یہی لگایا کہ موت مانند انگبیں ہے

۳۷

بسلسلہ میلاد حضرت امام حسین علیہ السلام

آج اُس کی یاد میری نظم کا عنوان ہے
جو سراپا نور ہے جو بولتا قرآن ہے
جس کی سیرت کا ہر اک گوشہ عظیم الشان ہے
جو بشر کی شکل میں اللہ کا عرفان ہے

تا اَبد نوعِ بشر جس کو بھلا سکتی نہیں
جس کے احسانوں سے دُنیا سر اُٹھا سکتی نہیں

وہ بشر جس کا عمل توحید باری کی دلیل
وہ بشر جس کا ہے اک ادنیٰ سا خادم جبرئیل
جس کے عشقِ ایزدی پر رشک کرتے ہیں خلیلؑ
وہ بشر جس کا قدم انسانیت کا سنگِ میل
جس کی خاکِ پا سے دنیا میں اُجالا ہو گیا
جس کے سجدے سے زمیں کا بول بالا ہو گیا

وہ جناں کا شاہزادہ عرش تھا جس کا وطن
خانۂ زہراؑ میں آکر بن گیا چھوٹا حسنؑ
اس کے آنے سے ہوئی تکمیلِ بزمِ پنجتنؑ
ہر طرف پھیلی رسالت کی سی خوشبوئے چمن

لوگ اس خوشبو میں جنّت کا مزا پانے لگے
جن کے دل میں کھوٹ تھا وہ اور گھبرانے لگے

وہ پیمبرؐ کی مسلسل آرزوؤں کا ثمر
وہ علیؑ و فاطمہؑ کا لختِ دل نورِ نظر
وہ حسنؑ کا زورِ بازو، دین و ایماں کی سپر
وہ حسینؑ ابن علیؑ، اب کربلا ہے جس کا گھر
ہاں وہی گھر جو فلک والوں کی جنّت بن گیا
نوعِ انساں کے لیے عنوانِ رحمت بن گیا

وہ حسینؑ ابنِ علیؑ وہ راحتِ جانِ بتولؑ
جس کی جولاں گاہ تھی پشتِ نبیؐ دوشِ رسولؐ

جس کی خاطر سے کبھی ملتے لگا سجدے کو طول
نا اُمّیدوں کی دعائیں ہوگئیں فوراً قبول
جس کی خاطر سے کبھی فطرس کو بال و پر ملے
لاولد راہب کو فرزندانِ خوش اختر ملے

یہ حسینؑ ابنِ علیؑ کے بچپنے کی شان ہے
اس کی باتیں ہیں کہ جو اک منبعِ فیضان ہے
جس کا پوتا آج بھی کونین کا سلطان ہے
آج اس کی یاد میری نظم کا عنوان ہے
غازۂ خاکِ شفا چہرہ پہ مل آیا ہوں میں
موت پیچھے رہ گئی آگے نکل آیا ہوں میں